© rasailojaraid.com

مصر میں جدید عربی زبان کی ترقی و تجدد کے آثار

طارق جمیل فلاحی، ڈپارٹمنٹ آف عربک علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

۶۵۶ھ میں اسلامی افکار و علوم کا صدر مرکز بغداد ہلاکو خان کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوگیا۔ ۹۲۳ھ میں مصر و شام کے علاقے خاندانِ غلامان سے نکل کر ترک عثمانی حکومت کے زیرِ اثر آگئے۔ یہ گویا اعلانِ عام تھا کہ اب عربوں کی قوت و اقتدار کا شیرازہ منتشر ہونے والا ہے۔ عالمِ اسلام پر تقریبًا پانچ سو ساٹھ برس کا طویل ترین عرصہ ایسا گزرا جس میں عربوں کا کہیں جھنڈا نصب ہوا اور نہ دخل اندازی رہی۔ بلکہ اس خطے میں داخلی و خارجی حالات بہت بگڑ گئے، نیز ان پر مشرق کی طرف سے مغلوں نے، اور مغرب کی صلیبی قوتوں نے حملے شروع کردیے تھے۔ اس طرح عربوں پر مختلف طریقوں سے مغلوں، اہلِ فارس، ترکوں، کردوں اور مملوک خانوادوں کی حکومتیں قائم رہیں۔

۱۳ ویں صدی کی ابتدا میں بلاد عربیہ کی حالت فساد و اضمحلال سے دوچار تھی۔ اس فساد و اضمحلال کا تانا باتا حکومت و سلطنت اخلاق کی گراوٹ، اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لغت وادب میں جمود و تعطل سبھی سے جڑا ہوا نظر آتا ہے۔ در این اثنا معاصر فکر عربی گوناگوں عوامل، بے داری اور تبدیلیوں کی عظیم معرکہ آرائی سے دوچار رہی، جس کے اثرات فکر وادب کے جملہ شعبوں پر بہت دور رس ثابت ہوئے۔ جہاں تک مصر کا تعلق ہے تو وہ سلطنت عثمانیہ کے ماتحت تھا اور اس کی حالت بھی ان دیگر بلاد عربیہ ہی جیسی تھی، جن کی فکری، علمی اور ادبی سرگرمیوں کو سلطنت عثمانیہ کے استیلار نے میٹھی نیند سلا دیا تھا، اور شاید بے راہ رویوں اور تباہیوں میں انہی امرار ممالیک (سلاطین غلامان) کے باقی رہ جانے کا زیادہ حصہ تھا جو اس کے سرکردہ زعمار بنے ہوئے تھے۔

۱۵ ویں صدی کے اواخر میں پرتگالیوں نے عربوں کے خلاف ایک اقتصادی صلیبی جنگ چھیڑ دی، جس میں کوشش یہ تھی کہ عربوں کو ان کی مشرق کی تجارت سے محروم کر دیں۔ پرتگالی اپنی ان کوششوں میں کامیاب رہے۔ چنانچہ کیپ آف گڈ ھوپ (CAPE OF GOOD HOPE) کی کھوج کی وجہ سے یہ تجارت عربوں کے ہاتھ سے نکل گئی، جس سے معاشی محاذ پر انھیں ایک دھکا لگا۔

۱۵ ویں صدی کے اوائل اور ۱۶ ویں صدی کا شروع، درحقیقت ترک سامراج کے پھیلاؤ کا زمانہ تھا۔ اس موقع پر ترکوں کا بنیادی مقصد پرتگالیوں اور ہالینڈ کی بڑھتی ہوئی طاقت کا توڑ کرنا تھا۔ لیکن دھیرے دھیرے اسی راہ سے ایک سامراج کا دائرۂ اثر بڑھ رہا تھا۔ بالآخر ۱۶ ویں صدی ... میں عرب اپنی سیاسی، سماجی، اقتصادی اور لسانی وقار کھو چکنے کے بعد ... کے ماتحت ہو کر ساری دنیا سے علیحدہ ہو گئے۔

یورپ نشأۃ ثانیہ کے بعد نئے سرے سے انگڑائیاں لیکر ...

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے بیدار ہو رہا تھا۔ اس کی گود میں وہ پورا اسلامی، تہذیبی اور ثقافتی اثاثہ آگیا تھا، جسے اہل مشرق نے اپنے خون جگر سے پروان چڑھایا تھا۔ وہ سائنس اور شعبہ ترقیات کے میدان میں عظیم کامیابیوں سے ہمکنار ہو رہا تھا۔ دوسری طرف سیاست، معیشت، صنعت اور تجارت پر اس کی اجارہ داری کا قائم ہو جانا ایک کھلی بات تھی۔ رفتہ رفتہ یورپی استعمار کی شکلیں بڑھتی رہیں۔ چنانچہ ۱۷۹۸ء میں مصر پر نپولین کا حملہ اس سمت کی بڑی کڑی تھی۔ یہاں تک کہ ۱۹۱۸ء تک عالم عربی کلیتہً استعمار کے زیر نگیں آگیا۔ ۱۸۳۰ء میں الجزائر پر فرانسیسی استعمار کے تسلط سے آغاز ہوا۔ اس طرح برطانوی سامراج نے عدن پر ۱۸۳۹ء میں قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد فرانس نے تیونس پر اپنا پنجہ گاڑ دیا۔ دوسری طرف ۱۸۸۲ء میں انگریز مصر پر قابض ہوا۔ ۱۹۱۱ء میں لیبیا پر مکمل قبضہ ہو گیا۔

کوئی بھی تہذیب و ثقافت اس وقت تک ترقی کے منازل طے کرتی رہتی ہے جب تک اس کے در و بام باہر کی ترو تازہ ہوا کے لئے کھلے ہوتے ہیں عثمانیوں کے زمانے میں یہ سارے دروازے اور کھڑکیاں بند کر دی گئی تھیں جس کی وجہ سے صدیوں تک عربی زبان سے زبان اور ادبی سرگرمی ختم ہو کر رہ گئی تھی اور اس میں ترقی و تجدد کے آثار ۱۵۱۷ء بمطابق ۹۲۳ھ سے شروع ہوتے ہوئے جب سلطان سلیم اول نے اس ملک پر قبضہ کر لیا تھا۔ اغیار کی حریصانہ نظریں ان پر جمی ہوئی تھیں۔ فرانس نے اپنی قوت اور فوجی برتری کے زعم میں اپنی تجارت کو فروغ دیکر اور مغربی علوم و ادب کو پھیلا کر اس اسلامیہ کے ساتھ مصر میں مداخلت شروع کر دی کہ جو اس کی راہ میں رکاوٹ بنے کا جواب حملہ سے گا۔ چنانچہ اس کی ابتدا مصر و شام پر فوجی یلغار سے ہوتی ہے۔

[illegible] کا بھی حملہ سب سے پہلے یورپی علم و ادب کے بلاد عربیہ میں پھیلنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ نپولین بونا پارٹ (NAPOLEON BONAPART)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا حملہ جدید مصر میں مشرق و مغرب کے مابین نقطۂ اتصال تھا۔ علاوہ ازیں سیا
فکری اور اقتصادی طور پر صلیبی جنگوں کے لئے دوسرا مرحلہ ثابت ہوا ــــ اس اثنا
سیاسی، اقتصادی، اور فکری اتھل پتھل کی آماجگاہ بنا رہا۔ ایک وقفہ کے بع
محمد علی پاشا کے ہاتھوں فرانسیسیوں کا اخراج عمل میں آجاتا ہے۔ اس مخ
میں فرانسیسیوں کے غیر معمولی اثرات مرتب ہوئے، جہاں سے مصر ایک نئ
کی طرف گامزن ہوتا ہے۔ محمد علی پاشا البانوی نژاد فوجی جنرل ہونے کے نا
دیکھتے ہی دیکھتے مصر کی سیاہ و سفید کا مالک بن جاتا ہے۔ نیز اس کے اختیا
نے مستقل نوعیت اختیار کرلی۔ چنانچہ اس نے اپنی تمام تر توجہ مصر کی علمی
(لٹریری)، فنی، سیاسی، اقتصادی، الغرض ہمہ جہتی ترقی و استحکام کی طرف
کردی۔

محمد علی پاشا کے عہد سے ترقی کی طرف مصر کی تیز گامی، نیز عربی زبان وا
اندر ایک نئی روح پیدا ہوجاتی ہے، جہاں غیر ملکی زبان مسلط تھی۔ اصلا
کے لائحۂ عمل میں بالارادہ مغربی اسلوب اختیار کرنا شروع کیا جس کا مرکز ا
فرانس تھا، جو ہر جگہ عالمگیر جنگ۔ کے بعد تک۔ ایک مثالی نمونہ مانا جاتا تھا۔
محمد علی نے اپنی حکومت کو استحکام بخشنے کے لئے یورپ کے اہل علم و ہنر
تعاون حاصل کیا۔ طلبہ کی جماعتوں کی فرانس میں درس و تعلم کے سے ا
مدارس کی یورپی اصولوں پر تاسیس اور ایک عربی مطبع (PRESS) ک
اور سب سے بڑھ کر بکثرت یورپی کتابوں کے تراجم کے نتیجے میں بے شما
خیالات کے اظہار کے لئے تعبیرات کے عربی سانچے کی ضرورت پہلے
ملکوں میں محسوس کی جانے لگی، یعنی ان غیر ملکی خیالات کے لئے جن کے
میں غیر ملکی الفاظ مل سکتے تھے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس دور کی علمی شخصیتوں میں دو نام، شیخ عبدالرحمن الجبرتی (۱۷۵۴-۱۸۲۶ء) اور شیخ رفاعہ بک طہطاوی (۱۸۰۱-۱۸۷۳ء) قابلِ ذکر ہیں، جن کے ہاتھوں نہ صرف مختلف علوم و فنون میں ترجمہ و تالیف کا بیش قیمت کام ہوا، بلکہ خاطر خواہ علمی اکیڈمیاں قائم ہوئیں۔ ملک کی طبعی مناسبت اور اس کے فطری رجحان کا لحاظ کرتے ہوئے محمد علی پاشا نے جملہ انتظامی شعبوں میں ترکی اور دوسری یورپی زبانوں کے مقابلے میں عربی زبان کو فوقیت اور اس کا لکھنا پڑھنا لازمی قرار دیا۔

محمد علی پاشا نے مدارس اور اداروں میں علوم عربیہ کی تدریس کے لئے اہل علم حضرات سے جو تعاون چاہا تھا اس میں جامعہ ازہر نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ علمائے ازہر کی علمی و فکری کاوشوں کی خوب پذیرائی ہوئی، جس کے نتیجے حکومت کے اشتراک عمل کو فروغ ملا۔ ان کوششوں کے سبب عربی زبان و ادب میں ایک عظیم انقلاب رونما ہو گیا، علاوہ ازیں اسے مضامین و مقاصد کی وسعت سے بہرہ ور اصطلاحی الفاظ کا ذخیرہ ملا۔ نیا اسلوب، جدید طرز استدلال، طریق تخریج، اور جدید فکر کی دولت نصیب ہوئی۔ چنانچہ مصر کا پہلا عربی اخبار "الوقائع المصریة" اس سمت پہلی کوشش تھی۔

محمد علی پاشا کے بعد مصری افق پر ایک وقفہ کے لئے ترقی کی رفتار سست [illegible] عباس پاشا اول اور سعید پاشا کے عہد میں جملہ تعلیمی مراکز اور انتظامی امور [illegible] سکار رہے مگر رفتہ رفتہ حالات میں تبدیلی واقع ہو گئی۔ اسماعیل پاشا [illegible] پیدا نے ہی ایک حرکت پیدا ہوئی۔ اس مختصر عرصے میں علم و عمل کی [illegible] ایسے اصلاحی مشن کو جاری [illegible] اری [illegible] حرکت کے اسباب و عوامل کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے [illegible] فصیح عربی ایک [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں داخل ہوتی ہے:

- گذشتہ صدی کے اوائل میں مغرب و مشرق کا ثقافتی و فکری اتصال، اور باہمی کشمکش۔
- مغربی تمدن کے عناصر سے عربیت کے اسلوب پر دوررس اثرات۔
- یورپ اور مشرق میں مستشرقین، اور مستشرقین کی کثرت تعداد، اور علوم عربیہ کی طباعت و اشاعت کی خاطر چھاپہ خانے قائم کرنے کی کامیاب ترین کوششیں
- محمد علی پاشا کے عہد کے مدارس نظامیہ کی تجدید و احیاء جنکو یوریپین اور مصری علماء، فضلاء کے تعاون سے کیا تھا، علاوہ ازیں خدیو اسمٰعیل پاشا کے قائم کردہ مدارس، خصوصًا مرحوم علی مبارک پاشا کی سعی و تجویز سے قائم ہونے والا مدرسۂ دارالعلوم" جس نے نہ صرف علوم و ادب کے فروغ میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا، بلکہ سینکڑوں علماء، فضلاء، وکلاء اور کارکنان دفتر آراستہ ہو کر نکلے۔
- طلبہ کے علمی وفود جنھیں محمد علی پاشا اور پھر اسمٰعیل پاشا نے یورپین ممالک میں مختلف علوم وفنون کی تحصیل کے لئے بھیجا تھا۔
- فرانسیسی اور انگریزی زبان کی تعلیم کا عام ہونا، مصر و شام کے سرکاری و نیم سرکاری مدارس اور مشنری تعلیم گاہوں (MISSIONARY SCHOOL) میں اس زبان کی جبری تعلیم کہ اس کی وجہ سے غیر ملکی مضامین اور انگریزی اسالیب منقول ہوئے جن کو عربی ذوق قبول کرسکتا تھا۔ مزید برآن اس سے لغت متاثر ہوئی اور اہل لغت کے افکار بھی پختہ ہوئے سینکڑوں علمی و غیر علمی، سیاسی، ڈراموں، ناولوں، قصّوں اور مقالات کا ترجمہ ہوا، جس کا بیشتر حصّہ عامیہ زبان پر مشتمل تھا۔ البتہ اتنا ضرور ہوا کہ وافر علم اور بہت سے ادبی فوائد ان امرا...

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کو حاصل ہوئے جو اجنبی لغات سے ناواقف تھے۔

٥ مصر و شام میں عربی مطابع کا قیام اور ان میں بہت سے عام رسائل و جرائد اور علمی، ادبی اور خاص کر تاریخی کتب کا طبع کیا جانا۔

اس ادبی و فکری ارتقاء کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ جامعہ ازہر اور دوسری درسگاہوں میں تعلیم کی تنظیم ہوئی اور بہت سے علوم و فنون جدیدہ کو ان کے نصاب میں داخل کیا گیا۔ اس میدان کی اصلاحات کی تحریک درحقیقت علامہ افغانی اور خاص کر شیخ محمد عبدہ کی کاوشوں کا نتیجہ تھیں جنھوں نے ازہر کی اصلاح احوال کی خاطر بڑی جنگ لڑی، لیکن ازہر میں یہ تحریک مکمل کچھ وقفہ کے بعد سرد مہری کا شکار ہو گئی۔ مشرق و مغرب کی تہذیبی کشمکش زور پکڑتی گئی اور اس باہمی رسہ کشی کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ سامراج کا مصر پر سیاسی، معاشی و اقتصادی تسلط کی شکل میں ظاہر ہوا۔

(ختم شد)

© rasailojaraid.com